پہلی قسط

عہدِ نبویؐ کے نظامِ تعلیم و تربیت میں

''صُفّہ اور اصحابِ صُفّہ''

کا کردار

مولانا محمد ثانی صاحب

عہد نبوی میں تعلیم کو بڑی اہمیت دی گئی، اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ معلم کتاب و حکمت، محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی اوّلین وحی کا اوّلین لفظ ''اقرأ'' یعنی ''پڑھیے'' تھا۔(۱) قرآن حکیم نے نبی آخرالزّماں صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب نبوت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا! ''وَ یُعَلِّمُکُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُعَلِّمُکُمْ مَّا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ o''(۲) یعنی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں کتاب و حکمت اور اس چیز کی تعلیم دیتے ہیں جو تمہیں معلوم نہ تھیں۔

علاوہ ازیں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحت کے ساتھ فرمایا! اِنَّمابعثتُ معلما -(۳) میں معلم بنا کر مبعوث کیا گیا ہوں۔

عالم الغیب والشہادہ نے معلم الکتاب والحکمہ کی بعثت ہی بحیثیت معلم کے فرمائی، چنانچہ سفر و حضر، رات اور دن، ہر حال اور ہر مقام پر معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ متحرک درس گاہ تھی، مختلف حالات و واقعات میں ایک لاکھ سے زائد تلامذہ و صحابہؓ نے آپ ﷺ سے تعلیم پائی۔ اور فرمان نبویؐ کی پیروی میں فیضان نبوی ﷺ سے فیض یابی کے بعد چہار دانگ عالم میں علم و حکمت کے چراغ روشن کیے۔ ''معلم کتاب و حکمت، محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے!

مثل مابعثنی اللّٰہ من الھدیٰ والعلم کمثل الغیث الکثیر اصاب ارضاً، فکان منھا نقیۃ، قبلت الماء فأنبتت الکلأو العشب الکثیر وکانت منھا اجادب امسکت الماء فنفع اللّٰہ بھا الناس، فشر بوا وسقوا وزرعوا، وأصاب منھا طائفۃ اخریٰ انما ھی قیعان لا تمسك ماءً أولا تنبت کلأً فذلك مثل من فقہ فی دین اللّٰہ ونفعہ – ما بعثنی اللّٰہ بہ فعلم و علم، و مثل من لم یرفع بذلك رأ ساً ولم یقبل ھُدی اللّٰہ الذی ارسلت بہ'' (۴)

اللہ نے مجھے جو ہدایت اور علم دے کر مبعوث کیا ہے، اس کی مثال اس موسلا دھار بارش کی ہے جو زمین پر گری اور اس کے ایک قابل روئیدگی علاقے نے پانی کو جذب کر لیا، جس سے گھاس اور سبزہ اگ آیا، اور ایک علاقہ ناقابل روئیدگی تھا جس نے پانی کو روک لیا اور اللہ نے اس سے انسانوں کو نفع پہنچایا، لوگوں نے خود پانی پیا اور دوسروں کو پلایا اور کھیتی باڑی کی، اور ایک علاقہ صرف سنگ لاخ اور پہاڑی تھا جہاں نہ پانی رکا اور نہ سبزہ اگا، یہ اس شخص کی مثال ہے جس نے اللہ کے دین کو اچھی طرح سمجھا، میرے علم و ہدایت نے اسے نفع پہنچایا، اسے خود سیکھا اور دوسروں کو سکھایا، اور اس شخص کی مثال ہے جس نے علم و ہدایت آنے کے بعد جہالت سے سر نہیں اٹھایا اور نہ ہی اللہ کی ہدایت قبول کی، جسے دے کر مجھے مبعوث کیا گیا ہے۔ انہی فرامین کی بنیاد پر عہد نبوی ﷺ میں تعلیم و تعلم پر شروع ہی سے بڑی توجہ مبذول کی جاتی رہی۔

چنانچہ مکہ مکرمہ میں کفار و مشرکین کی ایذار سانی اور حالات کی ناسازگاری کے باوجود کسی نہ کسی طرح قرآن اور اسلام کی بنیادی تعلیم جاری تھی۔ اس پورے دور میں کوئی باقاعدہ درس گاہ نہیں تھی، معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کو تعلیم دیتے تھے۔ موسم حج اور دیگر مواقع پر لوگوں کو قرآن سناتے تھے۔ اس دور میں مسجد ابو بکر صدیقؓ، دار ارقم، بیت فاطمہ بنت خطاب، شعب ابی طالب وغیرہ کو کسی حد تک درس گاہ کہا جاسکتا ہے۔ اس کے باوجود مکی دور میں فیضان نبوی ﷺ کی بدولت متعدد قراء و معلمین پیدا ہوئے جنہوں نے دوسروں کو قرآن اور تفقہ فی الدین کی تعلیم دی۔ حضرت خباب بن ارت مکہ میں بیت فاطمہ بنت خطاب میں قرآن کریم کی تعلیم دیتے تھے۔ حضرت سالم مولیٰ ابو حذیفہؓ ہجرت عامہ سے پہلے قبا میں، حضرت مصعب بن عمیرؓ اور حضرت ابن مکتوم (عمرو بن قیس اعمیٰ) نقیع الخضمات میں اور حضرت رافع بن مالک زرقی مسجد بنی زریق میں تعلیمی خدمات انجام دیتے تھے، یہ سب مکہ معظمہ کے فضلاء و فارغین ہیں۔ ان کے اصحاب و تلامذہ مدینہ منورہ کی مساجد میں امامت اور تعلیم کی خدمت انجام دیتے تھے۔ (۵)

ان درس گاہوں کے علاوہ اس زمانہ میں مدینہ منورہ کے مختلف علاقوں اور قبیلوں میں تعلیمی مجالس اور حلقے جاری تھے۔ جن میں بطور خاص بنو نجار، بنو عبد الاشہل، بنو ظفر، بنو عمرو بن عوف، بنو سالم وغیرہ کی مساجد میں اس کا انتظام تھا، اور عبادہ بن صامت، عتبہ بن مالک، معاذ بن جبل، عمر بن سلمہ، اسید بن حضیر، مالک بن حویرث رضوان اللہ عنہم اجمعین ان کے ائمہ اور معلمین تھے۔ (۶)

ان درس گاہوں میں قرآن اور بنیادی ضروریات دین کے بارے میں آگاہی اور تعلیم و تربیت دی جاتی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو روانہ کرتے وقت مندرجہ ذیل تین باتوں کی ہدایت کی تھی!

أمره أن يقرأهم القرآن و يعلّمهم الإسلام و يفقهّم في الدين. فكان يسمىّ المقرئ بالمدينة (۷)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ لوگوں کو قرآن پڑھائیں اور اسلام کی تعلیم دیں اور ان میں دین کے متعلق بصیرت پیدا کریں، چنانچہ وہ مدینہ میں مقری کے نام سے یاد کئے جانے لگے۔

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ ہجرت سے قبل مکہ میں جیسے ہی کوئی وحی نازل ہوتی رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اسے فوراً مردوں کے اجتماع میں، پھر عورتوں کی مجلس میں تلاوت اور تبلیغ فرماتے، مدینہ منورہ آتے ہی مسجد نبوی کی تعمیر ہوئی تو اس میں ایک حصہ بطور ''صفہ'' مختص کیا گیا، جسے اسلامی تاریخ میں پہلی باقاعدہ درس گاہ اور اصحاب صفہ کو طالبان علم کی پہلی جماعت ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

مدینہ منورہ میں تحریک اسلام کو آزاد ماحول میسر آیا تو معلم کتاب و حکمت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے تعلیم و تربیت کے مسئلے کو مستقل اور پائیدار بنیادوں پر حل کرنے کی طرف توجہ فرمائی۔

آپؐ کی پیغمبرانہ حکمت و بصیرت کا فیصلہ یہ ہوا کہ تعلیم و تربیت کا مرکز ایسا ہونا چاہئے جہاں ہر روز مقررہ اوقات پر مسلمانوں کا اجتماع ہو اور اس اجتماع کی حیثیت گویا فرض و وجوب کی ہو۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے آپؐ نے مسجد کو منتخب کیا، اس اعتبار سے مسجد نبویؐ اسلام کا پہلا مرکز تعلیم و تربیت ہے۔ جس کے لئے آج کی زبان میں جامعہ یا یونیورسٹی کی تعبیر اختیار کی جاسکتی ہے۔ اس یونیورسٹی کا نصاب تعلیم و تربیت کیا تھا اور اس کے ذریعے آپؐ نے ثقافتی مسئلے کو کیسے مستقل بنیادوں پر حل کیا؟ اس کا جواب قرآن مجید نے ہر زمان و مکان کے انسان کی رشد و ہدایت کے لئے اپنے اندر محفوظ کر لیا اور وہ یہ ہے!

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُوْ لاًمِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَ كِّيْكُمْ وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ○ (۸)

جس طرح (منجملہ اور نعمتوں کے) ہم نے تم میں تمہیں میں سے ایک رسول بھیجا ہے جو تمہیں ہماری آیات پڑھ پڑھ کر سناتا، تمہارا تزکیہ کرتا، تمہیں الکتاب (قرآن) اور حکمت سکھاتا اور تمہیں ان باتوں کی تعلیم دیتا ہے۔ جن کا

تمہیں علم نہ تھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اس پہلی اسلامی یونیورسٹی (صفہ) کا نصاب اصولی طور پر یہ تھا! ا۔ قرأتِ قرآن، ۲۔ تزکیہ، ۳۔ تعلیمِ کتاب، ۴۔ تعلیم حکمت اور ۵۔ علومِ نو کی تعلیم۔

چنانچہ اس مقصد کے حصول کی خاطر آپؐ نے مسجد نبوی ﷺ کے ایک کنارے پر ایک جگہ مخصوص کرلی، جسے اس کے سائبان کی وجہ سے "صفہ" کہتے تھے۔ یہ دراصل ایک کھلی اقامتی Residential درس گاہ تھی، جس میں ہر چھوٹا، بڑا شخص تعلیم و تربیت حاصل کرتا تھا، چاہے وہ اس میں اقامت گزیں ہو یا نہ ہو، مسلمانوں کی ایک جماعت جنہوں نے اپنی کل زندگی تحریک اسلام کے لئے وقف کردی تھی، تعلیم و تربیت کے حصول کے لئے اس میں اقامت گزیں ہوگئی، انہیں "اصحاب صفہ" کہتے تھے، اس اعتبار سے اگر مسجد نبوی ﷺ کی اس درس گاہ کو عصر حاضر کی اقامتی اور کھلی درس گاہوں کا پیش خیمہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ (۹)

"صفہ" چبوترے یا پلیٹ فارم کو کہتے ہیں، مسجد نبویؐ کے ایک حصہ میں ڈائس کے طور پر ایک چبوترہ قائم کردیا گیا جو دن کے وقت تعلیم گاہ کا کام دیتا اور رات کے وقت بے خانماں لوگوں کے لئے دار الاقامہ بنتا۔ یہ پہلی اقامتی Residential جامعہ تھی، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمائی، پہلے ہی دن سے شہر کے باشندے بھی وہاں آنے لگے، بے خانماں لوگ حصول تعلیم کے لئے وہیں رہتے تھے۔ (۱۰)

"صفہ" کچھ عرصہ قبل تک۔ (لبیب شیخ البطونی کی تحقیق کے مطابق) چبوترے کی شکل میں ہے زمین سے نصف میٹر بلند، بارہ میٹر لمبا اور آٹھ میٹر چوڑا تھا، اس کے چاروں طرف تانبے کا جالی دار گھیرا بنا ہوا ہے اس سے چار میٹر کے فاصلہ پر جنوب کی طرف اغوات کا چبوترہ اور مشرق میں گودام ہے اس کے ساتھ ہی ایک چبوترہ شیخ الحرم کی نشست گاہ بنی ہوئی ہے۔ صفہ کے جنوب میں مقصورہ شریف کے متصل ایک اور تھڑا بنا ہوا ہے جس میں محراب تہجد کی جگہ ہے۔ (۱۱) (جبکہ حالیہ تحقیق کے مطابق یہ سات میٹر لمبا، تین میٹر چوڑا، اور نصف میٹر اونچا ہے۔ تین جانب نصف میٹر اونچی سنہری ریلنگ لگی ہوئی ہے)

اس اقامتی درس گاہ میں لکھنے پڑھنے کے علاوہ فقہ کی تعلیم بھی دی جاتی تھی، قرآن کریم کی سورتیں زبانی یاد کرائی جاتی تھیں، فنِ تجوید سکھایا جاتا تھا اور دیگر اسلامی علوم کی تعلیم کا بندوبست تھا، جس کی نگرانی اس تاریخی اور اولین تعلیم گاہ کے معلم اول رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شخصی طور سے فرمایا کرتے تھے اور وہاں رہنے والوں کی خوراک وغیرہ کا بھی بندوبست کیا کرتے تھے۔ بعض طلباء اپنی فرصت کے لمحات میں طلب روزگار میں بھی مصروف ہوا کرتے تھے۔

درس گاہ صُفہ میں نہ صرف مقیم طلبہ کی تعلیم کا انتظام تھا بلکہ ایسے بھی بہت سے لوگ آتے تھے جن کے مدینے میں گھر تھے اور وہ صرف درس کے لئے وہاں حاضر ہوا کرتے تھے، وقتاً فوقتاً عارضی طور سے، درس گاہ میں شریک ہونے والوں کی بھی کمی نہ تھی، جبکہ مقیم طلبہ کی تعداد گھٹتی بڑھتی رہتی تھی۔ (۱۲)

"صُفّہ" کی درس گاہ میں مقامی طلبہ کے علاوہ بیرونی طلبہ بھی کثیر تعداد میں شریک ہوتے تھے، ان کی حاضری ہنگامی اور وقتی ہوتی تھی، اور مقامی طلبہ مستقل طور پر حاضر باش رہتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں اصحاب صفہ کی تعداد ستر ۷۰ بتائی گئی ہے جو اس درس گاہ کے ہمہ وقت حاضر باش تھے، اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق بسا اوقات، ساٹھ، ساٹھ طلبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں رہا کرتے تھے، بعض اوقات ان کی تعداد بڑھ جاتی تھی، خاص طور سے بیرونی طلبہ کے وُفود کی آمد پر بہت زیادہ اضافہ ہو جاتا تھا۔

وفد بجیلہ میں ایک سو پچاس، وفد نخع میں دو سو اور وفد مُزینہ میں چار سو نفر تھے، اسی طرح دیگر وفود میں مختلف تعداد کے افراد ہوتے تھے اور ان کی آمد دین سیکھنے کے لئے تھی، اس لئے وہ لوگ بھی مجلس میں شریک ہوتے تھے، بعض اوقات مجلس میں گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے کچھ لوگ واپس چلے جاتے تھے، مدینہ اور اس کے آس پاس کی آبادیوں کے بہت سے حضرات اپنی معاشی مصروفیات کی وجہ سے خود حاضر نہیں

ہو سکتے تھے تو باری باری آکر ایک دوسرے کو مجلس کی باتوں کی خبر دیتے تھے، حضرت عمرؓ کا بیان ہے!

كنت أنا وجارلي من الأنصار في بني أمية بن زيد وهي من عوالي المدينة، وكنا نتناوب النزول على رسول الله صلى الله عليه وسلم، ينزل يو ماً، وأنزل يوماً، فاذا نزلتُ، جئته بخبرذلك اليوم من الوحي وغيره، و اذانزل، فعل مثل ذلك- (۱۳)

میں اور عوالی مدینہ میں قبیلہ بنی امیہ بن زید کا ایک انصاری میرا پڑوسی ہم دونوں باری، باری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس علم میں جایا کرتے تھے، ایک دن وہ جاتا اور ایک دن میں جاتا، جب میں جاتا تو اس دن کی وحی وغیرہ کی خبر لاتا اور جس دن وہ جاتا وہ بھی اسی طرح کرتا تھا۔ (۱۴)

مسجد نبوی ﷺ کی اس تاریخی درس گاہ "صفہ" میں ہر طبقہ کے افراد شریک درس ہوتے تھے، انصار، مہاجرین، مقامی، بیرونی، اعیان واشراف، رؤسائے قبائل، عالم، جاہل، بدوی، شہری، عربی، بوڑھے، جوان سب ایک ساتھ بیٹھتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب کے ذہن ومزاج، افتاد طبع اور زبان ولب ولہجہ کے رعایت فرماتے ہوئے تعلیم دیتے تھے۔ درس گاہ نبوی ﷺ کے ان طلباء میں "اصحاب صفہ" کو نمایاں حیثیت حاصل تھی، وہ رات دن حاضر باش رہتے تھے، تعلیم و تعلم، ذکر واذکار، تلاوت قرآن اور باہمی مذاکرہ ومراجعہ کے علاوہ ان کی اور کوئی مصروفیت نہیں ہوتی تھی۔ (۱۵)

چنانچہ حضرت براء بن عازبؓ کا بیان ہے کہ ہم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث نہیں سنتے تھے، ہماری کھیتی باڑی اور دیگر مصروفیات تھیں، لوگ اس زمانہ میں جھوٹ نہیں بولتے تھے، مجلس نبویؐ میں حاضر ہونے والا شریک نہ ہونے والے سے حدیث بیان کرتا تھا۔ (۱۶)

بیرونی طلبہ یعنی نووارد ین اور وفود، دور دراز مقامات اور قبائل سے درس گاہ نبویؐ میں حاضر ہو کر قرآن وسنت، تفقہ اور شرائع اسلام کی تعلیم حاصل کرتے تھے اور واپس جاکر اپنے علاقوں اور قبیلوں میں دینی تعلیم عام کرتے تھے، طلب علم میں دور دراز کے سفر کر کے مشقتیں برداشت کرتے تھے۔

قبیلہ عبدالقیس کا وفد بحرین سے خدمت نبویؐ میں آیا اور ارکان وفد نے بیان کیا کہ ہم دور دراز مقام سے آرہے ہیں، ہمارے اور آپ کے درمیان قبیلۂ مضر کے کفار رہتے ہیں، اس لئے ہم شہر حرام ہی میں آپ کے یہاں آسکتے ہیں، آپ ہمیں دین کی باتیں بتائیں تاکہ ہم ان تعلیمات کو اپنے یہاں والوں کو بتائیں اور جنت میں داخل ہوں۔

وفد عبدالقیس کی آمد سے پہلے ہی صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دے دی تھی کہ مشرکین عبدالقیس کا قافلہ آرہا ہے، اس پر کوئی جبر نہیں کیا گیا ہے بلکہ وہ برضا ورغبت دائرۂ اسلام میں داخل ہوگا۔ وہ مال کی لالچ سے بھی نہیں آرہا ہے، اے اللہ! عبدالقیس کی مغفرت فرما، وہ بہترین اہل مشرق ہیں۔

وفود کی آمد پر مدینے میں بڑی رونق ہو جاتی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ ان کا استقبال کیا کرتے تھے اور ان کی دل داری ومیزبانی کا بہتر سے بہتر انتظام کیا کرتے تھے، ان کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی جاتی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت سعد بن عبادہؓ اور حضرت عبادہ بن صامتؓ وغیرہ بھی ان وفود کو قرآن، تفقہ اور شرائع اسلام کی تعلیم دیتے تھے۔ قبیلہ عبدالقیس کے رئیس عبداللہ الاشج کے بارے میں تصریح ہے!"**يسأل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الفقه والقرآن**" (۱۷) وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فقہ اور قرآن کے بارے میں سوالات کر رہے تھے۔

وفد ثقیف کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبویؐ میں خیموں میں رکھا تا کہ وہ قرآن سنیں اور لوگوں کو نماز پڑھتے ہوئے

دیکھیں، ان میں حضرت عثمان بن ابوالعاص سب سے کم عمر تھے، مگر انہوں نے سب سے زیادہ قرآن کی تعلیم حاصل کی تھی، دوسرے ارکان وفد نے بھی قرآن پڑھا اور ان کے بارے میں تصریح ہے۔ "وعلموا القرآن" ان کو قرآن کی تعلیم دی گئی۔ (۱۸)

وفد غامد جنت البقیع کے علاقہ میں اترا اور ابی بن کعبؓ سے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی۔ ابوثعلبہ کا بیان ہے!

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کر کے کہا کہ مجھے ایسے شخص کے ہاں بھیج دیں جو اچھی طرح تعلیم دے، تو مجھے ابوعبیدہ بن جراحؓ کے پاس بھیج دیا اور فرمایا! "**دفعتك ألى رجل يحسن تعليمك وادبك**" میں نے تمہیں ایسے آدمی کے یہاں بھیجا ہے جو تمہیں اچھی طرح تعلیم دے گا اور ادب سکھائے گا۔

وفد خولان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور خاص فرمایا کہ انہیں قرآن اور سنن کی تعلیم دی جائے۔ وفد بنی حنیفہ میں رحال بن عنفرہ حضرت ابی بن کعب سے قرآن کی تعلیم حاصل کرتے تھے، قبیلہ مراد کے فروہ بن مسک حضرت سعد بن عبادہؓ کے یہاں اترے اور ان سے قرآن اور اسلام کے فرائض و شرائع کی تعلیم پاتے تھے۔ مسیلمہ کذاب کے بھیجے ہوئے وفد میں وبرہ بن مشہر حنفی بھی تھے، دوسرے ارکان وفد واپس چلے گئے، مگر وبرہ بن مشہر خدمت نبویؐ میں رہ کر قرآن کی تعلیم حاصل کرتے رہے، حتی کہ وصال نبویؐ کے بعد اپنی والدہ کے پاس مقام عقر میں چلے گئے، وفد بہراء کے افراد اسلام لانے کے بعد کئی دن مقیم رہے اور قرآن کی تعلیم حاصل کی، وفد رہاویین نے قرآن کریم اور فرائض کی تعلیم حاصل کی۔ وفد بلعنبر میں حرملہ بن عبداللہ کا بیان ہے کہ واپسی کے وقت میں نے سوچا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہ کر اور زیادہ تعلیم حاصل کروں گا، یہ سوچ کر میں ٹھہر گیا اور دوسرے ارکان وفد واپس چلے گئے، وفد تجیب کے افراد جلدی واپس چلے گئے، انہوں نے بتایا کہ ہم واپس جا کر اپنے یہاں کے لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور آپؐ سے ہمکلامی کے واقعات سنائیں گے۔ وفد بنی عبس نے بیان کیا کہ ہمارے قراء نے یہاں سے واپس جا کر بتایا کہ ہجرت کے بغیر اسلام معتبر نہیں ہے۔ ہمارے پاس مال و مویشی ہیں، جن سے ہماری معاش و معیشت ہے، اگر یہی بات ہے تو ہم ان کو فروخت کر کے یہاں سے ہجرت کر لیں، آپؐ نے ان کے جذبۂ اسلام و ایثار کو دیکھ کر فرمایا کہ تم اپنے وطن میں رہو، تمہارے اعمال میں کمی نہیں ہوگی۔ (۱۹)

یہ بیرونی طلبہ یعنی وفود عرب کے افراد و اراکین عام طور سے دار رملہ بنت حارث بن ثعلبہ انصاریہ میں ٹھہرائے جاتے تھے، اسے دار الضیافہ کہا جاتا تھا۔ یہ مکان بہت بڑا تھا، بنو قریظہ کے چھ سو قیدی اس میں رکھے گئے تھے، یہی بیرونی طلبہ کا دار الاقامہ تھا، اس میں وفد تجیب، وفد بنی محارب، وفد خولان، وفد بنی کلاب، وفد بجیلہ، وفد بنی حنیفہ، وفد غسان، وفد عذرہ، وفد رہاویین، وفد مدلج، وفد نخع وغیرہ ٹھہرائے گئے تھے۔

اس کے علاوہ ضرورت اور حیثیت کے مطابق دوسرے مقامات میں بھی ان کا قیام ہوتا تھا۔ وفد غامد جنت البقیع میں اترا، وفد دوس میں ابوہریرہؓ بھی تھے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرۃ الدجاج میں ٹھہرایا، وفد بلی کو آپؐ نے بنی جدیلہ کے علاقے میں ایک مکان میں ٹھہرایا۔ وفد کندہ کے ساتھ حضر موت کا وفد بھی تھا، جس میں یمن کے شاہی خاندان کے کئی افراد تھے، ان ہی میں وائل بن حجر کندی بھی تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے شایان شان انتظام فرمایا اور حضرت معاویہؓ سے کہا کہ ان کو حرہ کے علاقے میں ٹھہراؤ، وفد ثقیف کے احلاف کو مغیرہ بن شعبہؓ نے اپنے یہاں اتارا اور بنو مالک کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی ﷺ کے صحن میں خیمے لگوائے، وفد زبید میں مشہور شہ سوار عمرو بن معدی کرب تھے، مدینہ پہنچ کر پوچھا کہ بنی عمرو بن عامر کا سردار کون ہے؟ لوگوں نے سعد بن عبادہؓ کا نام لیا تو سواری کو ان کے مکان کی طرف موڑ دیا، حضرت سعدؓ نے گرمجوشی سے استقبال کیا اور عربی روایت اور خاندانی عادت کے مطابق ان کی پذیرائی کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے، وفد بہراء کے ارکان مدینے آ کر مقداد بن اسودؓ کے دروازے پر اترے۔ ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب کا بیان ہے!

ہم لوگ بنی جدیلہ میں اپنے مکان میں تھے، مقداد بن اسودؓ ہمارے پاس آئے اور حلوے کا طباق جسے ہم نے اپنے لئے تیار کیا تھا اٹھا لے

گئے اور اس سے وفد بہراء کی ضیافت کی، ارکان وفد نے شکم سیر ہو کر کھایا اور جو بچ گیا ہمارے پاس آیا، وفد صداء کو سعد بن عبادہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر پہلے اپنے یہاں لے گئے اور نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ ان کی ضیافت کی، پھر خدمت نبویؐ میں پہنچائے گئے، فروہ بن مسیک مراوی نے بھی سعد بن عبادہؓ کے یہاں ٹھہر کر قرآن، فرائض اور شرائع اسلام کی تعلیم حاصل کی، رویفع بن ثابت بلوی جو پہلے مدینے میں رہ چکے تھے ان کا بیان ہے کہ میرے قبیلے بنی بلی کا وفد آیا تو میں نے اسے بنی جدیلہ کے مکان میں اتارا اور خاطر تواضع کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گیا۔ ارکان وفد نے آپ کے یہاں قیام کے دوران دین کی تعلیم حاصل کی۔(۲۰)

"صفہ" دن میں ایک مدرسہ (بلکہ جامعہ) بن جاتا تھا اور رات کو دارالاقامہ اور بورڈنگ، یہاں اعلیٰ تعلیم تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیا کرتے تھے لیکن ابتدائی تعلیم اور لکھنا پڑھنا سکھانا یہ کام نوجوان صحابہ رضاکاروں کے سپرد تھا۔(۲۱)

صفہ میں جو تعلیم ہوتی تھی وہ اسلام کی ابتدائی تعلیم تھی، مدرسہ میں جن چیزوں کی تعلیم ہوتی تھی اس کے متعدد شعبے متعدد لوگوں کے سپرد تھے، کسی کے سپرد یہ کام تھا کہ وہ لکھنا پڑھنا سکھائے، کسی کے سپرد یہ تھا کہ جو لکھنا پڑھنا سیکھ چکے ہیں انہیں اس وقت تک کی نازل شدہ سورتیں سکھائیں۔(۲۲)

وہ ضعفاء مسلمین و فقراء شاکرین جو اپنے فقر پر فقط صابر ہی نہ تھے بلکہ امراء اور اغنیاء سے زیادہ شاکر و مسرور تھے، جب احادیث و فرامین نبویؐ کے سننے کی غرض سے بارگاہ نبویؐ میں حاضر ہوتے تو یہاں ہی پڑے رہتے، اسلامی تاریخ میں ان مقدس شخصیات کو "اصحابِ صفہ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ گویا یہ اس بشیر و نذیر کی خانقاہ تھی جس نے بہ ہزار رضا و رغبت فقر کو دنیا کی سلطنت پر ترجیح دی۔ اصحاب صفہ ارباب توکل اور اصحاب تبتل کی ایک جماعت تھی جو لیل و نہار تزکیۂ نفس اور کتاب و حکمت کی تعلیم پانے کے لئے آپؐ کی خدمت میں حاضر رہتی تھی، یہ حضرات اپنی آنکھوں کو آپؐ کے دیدار پر انوار، کانوں کو آپؐ کے کلمات قدسیہ اور جسم کو آپؐ کی صحبت اور معیت کے لئے وقف کر چکے تھے۔ انہیں درس گاہ نبوی کے وقار و تمکنت کا اتنا پاس و لحاظ تھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقۂ درس میں ہمہ تن گوش رہتے۔

حضرت اسامہ بن شریکؓ کا بیان ہے!

> "ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقۂ درس میں حاضر ہوا، اس وقت صحابہؓ آپؐ کے اطراف ایسے بیٹھے تھے جیسے ان کے سروں پر پرندے ہوں"۔(۲۳)

سیّدنا عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ اصحاب صفہ کی شان میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! میری اُمت کے برگزیدہ اور پسندیدہ اور رفیع المرتبت ذی شان شخصیات کے متعلق ملأ اعلیٰ (ملائکہ مقربین) نے یہ پیغام رسانی کی ہے کہ وہ حضرات ظاہر میں خدائے عزوجل کی رحمت واسعہ کا خیال کر کے مسرور و محظوظ ہوتے ہیں، مگر خداوند ذوالجلال کے عذاب و عقاب کی شدت کے خوف سے ان کے دل مغموم و محزون ہیں وہ شب و روز خدا کے مقدس اور پاکیزہ گھروں یعنی مساجد میں ذکر و فکر میں مصروف اور منہمک رہتے ہیں، ان کی زبانیں رحمت خداوندی کی امید و رجاء کی آئینہ دار اور مالک حقیقی کے دیدار کے لئے ان کے قلوب اضطراب سیمابی میں مبتلا ہیں۔ لوگوں پر ان کا بار نہایت ہلکا اور خود ان کے نفوس پر بے حد بھاری اور گراں ہے۔ زمین پر نہایت وقار اور طمانیت اور سکون کے ساتھ چلتے ہیں، ان میں تکبر، غرور اور خود آرائی کا نام و نشان تک نہیں، ان کی چال سے تواضع وانکساری اور مسکنت جھلکتی ہے، تلاوت قرآن ان کا وردِ زباں، پرانے اور بوسیدہ کپڑے زیب تن کئے رب کریم کی خصوصی رحمتوں سے ہر وقت مالا مال ہوتے رہتے ہیں، حفاظت خداوندی ان پر سایہ فگن ہے۔ ان کی روحیں دنیا میں ہیں مگر دل آخرت کی لگن میں۔ فکر آخرت نے انہیں دنیا کی عارضی خوشیوں سے بے پرواہ کر دیا ہے۔ قبر اور آخرت کے لئے ہر وقت رختِ سفر باندھے تیار کھڑے ہیں، ایسے ہی قدسی نفوس سے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے! **ذٰلك لمن خاف مقامي و خاف وعيدO** (۲۴) یہ وعدہ اسی کے لئے ہے جس کے دل میں میرے سامنے پیش ہونے

اور میرے عذاب کا خوف شعلہ زن ہے۔

صحابیٔ رسول حضرت ابو سعید خدریؓ کا بیان ہے کہ میں ضعفائے مہاجرین کے ساتھ مجلس درس میں بیٹھا تھا، ان میں سے بعض عریانیت کے خوف سے ایک دوسرے کے ساتھ باہم مل کر بیٹھے تھے، اور ایک قاری ہمیں قرآن کی تعلیم دے رہا تھا، اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان آکر کھڑے ہوگئے، آپؐ کو دیکھ کر قاری خاموش ہوگئے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کر کے پوچھا کہ تم لوگ کیا کر رہے ہو؟ ہم نے کہا یا رسول اللہ! ایک قاری قرآن پڑھ رہا ہے اور ہم سن رہے ہیں، ہمارا جواب سن کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا! "الحمدللّٰہ الذی جعل من اُمّتی من أمرت أن أصبر نفسی معھم"۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے میری امت میں ایسے لوگوں کو پیدا کیا ہے جن کے ساتھ مجھے بیٹھنے کا حکم ہے۔

یہ کہہ کر آپؐ ہمارے بیچ میں بیٹھ گئے تاکہ آپؐ ہمارے سامنے رہیں، پھر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اس طرح بیٹھو، اور حاضرین مجلس اس طرح حلقہ بنا کر بیٹھ گئے کہ سب کا چہرہ آپؐ کی طرف ہوگیا، اور آپؐ نے فرمایا! اے فقرائے مہاجرین! تمہیں بشارت ہو، قیامت کے دن نور تام کی، تم لوگ مالداروں سے آدھے دن پہلے جنت میں داخل ہوگے (اور یہ دن دنیاوی ایام کے حساب سے) پانچ سو سال کا ہوگا۔ (۲۵)

اصحاب صفہ کی تعداد کم و بیش ہوتی رہتی تھی علامہ جلال الدین سیوطی نے اصحاب صفہ کی تعداد چار سو تک لکھی ہے۔ (۲۷)

حاکم نے "مستدرک" (۲۸) میں اور ابو نعیم نے "حلیۃ الاولیاء" میں ان کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔

سو سے زائد "اصحاب صفہؓ" کی فہرست جس میں حضرت ابو ہریرہؓ اور ابو سعید خدریؓ جیسے کثیر الروایت حدیث کے ناشر و معلم، عبداللہ بن مسعودؓ اور عبداللہ بن عمرؓ جیسے فقیہ جن کا فقہی مسلک مسلمانوں میں رائج ہوا، ابو عبیدہ بن جراحؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ جیسے عظیم فاتح جن کی امارت میں شام و خراسان اور عجم کی فتوحات ہوئیں، ابو الدرداءؓ اور حضرت ابوذر غفاریؓ، جیسے عباد و زہاد جو زہد و تقویٰ اور صدق و صداقت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے، یہ تمام حضرات شامل ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ستر اصحاب صفہ کو دیکھا کہ ان کے پاس چادر تک نہ تھی، فقط تہ بند تھا یا کمبل جسے کبھی اپنی گردنوں پر باندھ لیتے تھے اور کمبل بھی اس قدر چھوٹا تھا کہ کسی کی آدھی پنڈلیوں تک پہنچتا اور کسی کے ٹخنوں تک اور ہاتھ سے اس کو تھامتے کہ کہیں ستر کھل نہ جائے۔ (۳۱)

ایک اور روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اصحاب صفہ اسلام کے مہمان تھے، نہ ان کا گھرانہ تھا اور نہ ان کے پاس کچھ مال تھا، غرض کہ ان کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ آپؐ کے پاس کہیں سے صدقہ آتا تو اصحاب صفہ کے پاس بھیج دیتے اور خود اس میں سے کچھ نہ لیتے اس لئے کہ صدقہ آپ پر حرام تھا اور اگر ہدیہ آتا تو خود بھی اس سے کچھ تناول فرماتے اور اصحاب صفہ کو بھی اس میں شریک کیا کرتے، اس وقت آپ کا یہ حکم دینا کہ اصحاب صفہ کو بلا لاؤ، میرے نفس کو کچھ شاق گزرا اور اپنے دل میں کہا یہ ایک پیالہ دودھ کا اصحاب صفہ کے لئے کافی ہوگا؟ اس دودھ کا تو سب سے زیادہ حقدار میں تھا کہ کچھ پی کر طاقت اور توانائی حاصل کرتا پھر یہ کہ اصحاب صفہ کے آنے کے بعد مجھ ہی کو اس کی تقسیم کا حکم دیں گے اور تقسیم کے بعد یہ امید نہیں کہ میرے لئے اس میں سے کچھ بچ جائے، لیکن اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کے سوا چارہ نہ تھا۔ چنانچہ اصحاب صفہ کو بلا کر لایا اور آپؐ کے حکم سے ایک ایک کو پلانا شروع کیا جب سب سیراب ہوگئے تو میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ صرف میں اور تو باقی رہ گئے۔ میں نے عرض کیا بالکل درست ہے، آپؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور پینا شروع کرو، میں نے پینا شروع کیا اور آپؐ برابر فرماتے رہے اور پیو اور پیو یہاں تک کہ میں بول اٹھا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا اب بالکل گنجائش نہیں، آپؐ نے پیالہ میرے ہاتھ سے لے لیا اور اللہ کی حمد کی اور بسم اللہ پڑھ کر جو باقی تھا اس کو پی لیا۔ (۳۲)

فضالہ بن عبیدؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھاتے تو اصحاب صفہؓ بھوک کی شدت کی وجہ سے کھڑے کھڑے

زمین پر گر جاتے تھے اور اعراب انہیں مجنون اور دیوانہ کہتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد ان کے پاس آتے اور تسلی دیتے!

"لو تعلمون مالکم عنداللّٰہ تعالیٰ لأ حببتم أن تزدا دوا فاقة و حاجة"۔

اگر تم یہ جان جاؤ کہ اللہ کے یہاں تمہارے لئے کیا اجر و ثواب ہے تو خواہش کرو گے کہ فقر و فاقے میں اور زیادہ مبتلا رہو۔(۳۳)

عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں ایک سال ابوہریرہؓ کے ساتھ رہا ایک دن فرمانے لگے کاش! تو ہمارا وہ زمانہ بھی دیکھتا کہ جب کئی کئی دن ہم پر ایسے گزرتے تھے کہ اتنا کھانا بھی میسر نہ آتا تھا جس سے ہم کمر ہی سیدھی کر لیں، یہاں تک کہ مجبور ہو کر پیٹ سے پتھر باندھتے تاکہ کمر سیدھی ہو سکے۔(۳۴)

یہ ان کا زہد، ان کا فقر و فاقہ، ان کی مسکینی
یہ ان کا رنگِ استغنا، یہ ان کی خدمت دینی

مقامی طلبہ یعنی اصحاب صفہؓ کے طعام کا انتظام حضرت ابوہریرہؓ کے ذمہ تھا اور حضرت معاذ بن جبلؓ کھجور کے خوشوں کے منتظم تھے، بیرونی طلبہ یعنی وفود عرب کے طعام کا انتظام حضرت بلالؓ کے ذمہ تھا اور حضرت ثوبانؓ ان کے معاون تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی خاطر تواضع، میزبانی اور حیثیت کا خاص خیال رکھتے تھے۔ وفد بنی حنیفہ دار رملہ میں مقیم تھے، حضرت بلالؓ صبح و شام دونوں وقت ان کا کھانا پہنچاتے تھے، وفد خمیر کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ ان کے قیام کا خصوصی انتظام کر کے ان کی ضیافت کریں، وفد سلامان آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلام ثوبانؓ سے فرمایا کہ جہاں وفود ٹھہرتے ہیں انہیں بھی وہیں ٹھہراؤ۔

وفد عبدالقیس دس دن تک دار رملہ بنت حارث میں مقیم رہا اور اس مدت میں اہتمام سے اس کی ضیافت ہوئی۔ وفد تجیب کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ ان کی ضیافت بہت اچھی طرح کی جائے، وفد محارب دار رملہ بنت حارث میں مقیم تھا اور حضرت بلالؓ صبح شام ان کا کھانا پہنچایا کرتے تھے۔ وفد بکار کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور خاص قیام اور ضیافت کا حکم دیا۔

وفود کے ارکان بعض اوقات بہت زیادہ ہوتے تھے اور سب کے قیام و طعام اور آرام کا اطمینان بخش انتظام نہیں کیا جا سکتا تھا، وفد عبدالقیس میں بیس افراد وفد تمیم میں گیارہ مرد، گیارہ عورتیں اور تیس بچے تھے، ایک روایت کے مطابق کل اسی یا نوے افراد تھے، وفد بجیلہ میں ایک سو پچاس، وفد نخع میں دو سو اور وفد مزینہ میں چار سو افراد شامل تھے، اس کے ساتھ ساتھ عربوں کی روایت کے مطابق وفد کے افراد کو بعض اوقات بقدر استطاعت حیثیت کا لحاظ کر کے عطایا اور ہدایا سے نوازا جاتا تھا، بالفاظ دیگر بیرونی طلبہ کی آمد و رفت اور زاد سفر کے اخراجات درس گاہ سے دیئے جاتے تھے۔(۳۵)

انصار میں حضرت سعد بن عبادہؓ اصحاب صفہؓ اور وفود عرب کے قیام و طعام میں سب سے آگے تھے، زمانۂ جاہلیت سے ان کے آباء و اجداد اور وہ خود جود و سخا میں مشہور تھے، ہر روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ طیبہ آنے کے بعد سعد بن عبادہؓ کے یہاں سے آپؐ کے پاس کھانے کے خوان آیا کرتے تھے، ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شام کو ہمارے پاس تشریف لاتے تھے اور ایک صحابی کے ساتھ ایک یا زیادہ اہل صفہ کو بھیج دیا کرتے تھے، بعض اوقات تقریباً دس آدمی بچ جاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا لایا جاتا تو سب مل کر کھاتے اور آپؐ ان سے کہتے!

"ناموا فی المسجد" جاؤ مسجد میں جاؤ،

سعد بن عبادہؓ ہر رات ۸۰، اصحاب صفہ کو کھانا کھلاتے تھے۔(۳۶)

(جاری ہے)